عبدالمبین ندوی

کتب خانہ دارالمصنّفین کے چند اہم مخطوطات

اس مقالے میں ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی تاریخ سے متعلق کتب خانہ دارالمصنفین کے قابلِ ذکر مخطوطات پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو سلاطین کے حالات، رزم و بزم کے واقعات، صوفیائے کرام کی تعلیمات، شعرا و ادبا کے تذکرے، نیز اس عہد کے تمدن و ثقافت پر مشتمل ہیں؛ کیونکہ اس عہد کے تمام تر مراجع وہ قلمی دستاویزات، رقعات، فرامین و احکام، نیز سوانحی تذکرے ہیں جو یا تو مغل درباروں سے صادر ہوئے یا شخصی طور پر تصنیف ہوئے اور جنھیں سرکاری یا غیر سرکاری طور پر کتب خانوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس میں سے معتدبہ حصہ اہلِ علم کی قدر دانی و علم نوازی سے طبع ہو کر منصۂ شہود پر آگیا ہے اور ایک بڑا حصہ اب بھی کتب خانوں کی الماریوں یا شخصی تصرف میں جزدانوں میں لپٹا ہوا یا پوٹریوں میں بندھا ہوا گوشۂ گمنامی میں پڑا ہوا ہے۔

میں اس موقع پر کتب خانہ دارالمصنفین کے (جس میں بیشتر کتابیں مطبوعہ ہیں، تاہم یہ چند نایاب و نادر مخطوطات کا بھی بیش بہا خزانہ ہے) چند نادر مخطوطات کا تعارف پیش کر رہا ہوں، جن میں بعض تاریخی لحاظ سے، بعض قدامت کے لحاظ سے، بعض موضوع و خطاطی کے لحاظ سے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:

۱۔ اکبر نامہ: (تاریخ ہند ۳۷۶)

یہ کتب خانہ دارالمصنفین کا نہایت نادر قیمتی نسخہ ہے، مصنّف ابوالفضل علامی ہے۔ کاتب کا

نام درج نہیں، تاہم اسلوبِ خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ تصنیف کے قریبی عہد کا مکتوبہ ہے۔

اس میں مختلف مناظر کی دس رنگین تصویریں ہیں جنہیں مغلیہ آرٹ کا بہترین نمونہ کہنا چاہیے۔ یہ تصویریں آج بھی تر و تازہ ہیں۔ ایک تصویر میں اکبر کو دربار میں تختِ شاہی پر بیٹھے ہوئے دکھایا گیا ہے دائیں بائیں درباری مؤدب کھڑے ہیں، جس سے اکبر کے جاہ و جلال اور دربار کی شان و شکوہ کا اظہار ہوتا ہے۔ بعض میں جلوسِ شاہی کا منظر پیش کیا گیا ہے، بعض تصویریں شکار کے موقع کی ہیں اور بعض میں جنگوں کے مناظر دکھائے گئے ہیں۔ پیشِ نظر نسخے کی نقلیں مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں خدابخش لائبریری (پٹنہ) میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے مگر مصوّر نسخہ نہیں ہے۔ اکبر نامہ ابوالفضل کی انشاء کا بہترین شاہکار ہے۔ زبان آسان اور شگفتہ ہے۔ اس میں اکبر کی سلطنت اور اس کے آبا و اجداد کے تذکرے شامل ہیں۔ موضوع تاریخِ ہند ہے۔ تقطیع کلاں کے ۸۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مجدول مطلا۔ سطریں ہر صفحہ میں ۲۹، خط نستعلیق۔ کاغذ عمدہ۔ نسخہ بہتر حالت میں۔

ابتدا: اللہ اکبر آں چہ دربلفتہ است ژرف وشناختی

اختتام: الا فادریں سطح رنگیں نظام | بسخن راز معنی بلند است نام
نظام سخن از کلام تو باد | طراز معانی بنام تو باد

"اکبر نامہ" کے اسلوب و بیان کے متعلق محمد حسین آزاد کا یہ قول ملاحظہ ہو:

> "مضامین کا ہجوم، عبارت کا جوش و خروش، لفظوں کی دھوم دھام، کلماتِ مترادف کی بہتات، ہر واقعہ کے ساتھ اس کی دلیل و برہان، کٹی کٹی کافِ بیانیہ، جملے معترضے، فقرہ پر فقرہ چڑھتا چلا آتا ہے۔ گویا کمانِ کیانی ہے کہ کھنچی ہی چلی آتی ہے۔" (یہ کتاب اردو گائیڈ پریس کلکتہ سے ۱۸۷۷ء میں شائع ہوئی ہے)۔

۲۔ مونس الارواح: (تذکرہ فارسی/۳۳۰)

یہ مخطوطہ کتب خانہ دار المصنفین کا سب سے نادر مطلاّ و مذہّب نسخہ ہے۔ یہ اس لحاظ سے بھی خاص قابلِ ذکر ہے کہ شاہجہاں کی چہیتی بیٹی جہاں آرا (جو بیگم صاحب کے نام سے مشہور تھی) کی طبع زاد

تصنیف ہے۔ بیگم صاحب، ممتاز محل کی تربیت، نور جہاں کی صحبت اور شاہجہانی عہد کی اعلیٰ علمی و تمدنی فضا میں پروان چڑھی تھی۔ ۲۶ سال کی عمر میں جو عین شباب کا زمانہ ہے، "مونس الارواح" کی تصنیف کا یہ عظیم بالشان کارنامہ انجام دیا۔ سن ہجری کے اعتبار سے یہ ۱۰۴۹ھ کا زمانہ ہے۔

زیرِ نظر نسخے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور ان کے سلسلے کے اکابر و مشائخ کے مختصر حالات بڑی عقیدت و ادب کے ساتھ قلم بند کیے گئے ہیں۔ ناموں کو سرخ روشنائی سے واضح کیا گیا ہے۔ اس کی زبان بھی نہایت سلیس اور شگفتہ ہے۔ مولانا شبلی اس کی زبان و انشا کے معترف تھے۔ اس نے اپنے طبعزاد اشعار بھی اس میں لکھے ہیں۔ مثال کے طور پر حمد کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

مارا چہ حمد و ثنائے تو بود   ہم حمد و ثنائے تو سزاوار تو بود

پیشِ نظر قلمی نسخے کے کاتب شاہجہانی عہد کے مشہور خطاط محمد عاقل خاں ہیں۔

ابتدا: حمد و سپاس افزوں از عدد و شمار بر صانع کریمی واجل جلالہ

اختتام: تمت کتاب مستطاب مسمّٰی "بمونس الارواح" تصنیف نواب قدسی القاب فلک احتجاب ولایت مآب۔ . . . . فی سنہ یک ہزار و شصت و ہشت ہجری، خادم فقیر محمد عاقل حسین۔

اس نسخے کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ خود جہاں آرا کے استعمال میں رہ چکا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ شاہی کتب خانے سے نہ معلوم کس طرح سے یہ نسخہ نکل کر لکھنؤ نخاس پہنچا، جہاں ایک ردّی فروش سے مولانا شبلی نے یہ قیمتی نسخہ ۱۹۰۶ء میں خریدا، جو برٹش میوزیم کی ایک نمائش میں بھی اسٹور ڈ ہو کر جا چکا ہے۔ اب تک اس کے دوسرے نسخے کا سراغ کسی اور لائبریری کے مخطوطات کی فہرست میں نہیں لگ سکا اور نہ اس کا پتا چل سکا کہ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

تقطیع متوسط۔ صفحات ۱۴۴۔ شروع سے آخر تک مطلّا و مذہّب۔

۳۔ انیس الحجاج: (فارسی سفرنامہ نثر)

یہ کتاب تیموری عہد کے ایک عالم ملا معین صفی الدین اردبیلی قزوینی کی تصنیف ہے جس کا واحد اور

نادر نسخہ دار المصنفین میں ہے۔

ملا قزدینی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شاہزادی زیب النسا بنت اورنگ زیب عالمگیر کے استاذ تھے۔ اس کی تاریخ تصنیف ۱۰۸۷ھ ہے۔

ملا صاحب ۱۰۸۶ھ میں شاہزادی سے اجازت لے کر سورت بندرگاہ "راست رس" بحری جہاز کے ذریعے سفرِ حج پر گئے تھے، یہ انہی کا سفر نامۂ حج ہے۔ اس سفر کی مفصل روداد اس میں بیان کی گئی ہے۔ نیز حج کے مقامات و مختلف مناظر و بندرگاہوں، مختلف ممالک کے قافلۂ حج کی ۱۹ رنگین تصویریں ہیں۔ بعض تصویریں پورے صفحے کی ہیں، جس میں قافلۂ ہند، ایران، شام، عمان، مصر و روم و عراق شامل ہیں شریف مکہ اور امیر الحجاج مصر و امیر الحجاج شام کی سواریوں کا جلوس اور ان کے استقبال کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ضروری معلومات، مفید مشورے، دلچسپ واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

یہ سفر نامہ اس حیثیت سے بہت اہم ہے کہ یہ ہندوستان میں فارسی زبان کا پہلا سفر نامہ ہے جو اب نایاب ہے۔ ہندوستان کے کسی کتب خانے میں اس کا پتا نہیں چلتا ہے۔ البتہ برٹش میوزیم کے کتب خانے میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ ریو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایک نسخہ لکھنؤ کے شاہی توپ خانے کے کتب خانے میں تھا جسے ایتھ نے دیکھا تھا۔

زیرِ بحث نسخہ نہایت قدیم، خوشخط، مصوّر و مذہب، مجدول و مطلا ہے جس کی تابانی اب تک قائم و باقی ہے تاریخ کتابت درج نہیں لیکن طرزِ تحریر سے عیاں ہوتا ہے کہ شاہی اہتمام میں تصنیف کے قریبی عہد میں لکھا گیا ہے۔ تقطیع کلاں، صفحات ۵۵، درمیان اور آخر کے چند صفحات غائب ہیں۔ کاغذ دبیز بادامی، پورا نسخہ مصور، خط نستعلیق، ہر صفحے میں ۲۳ سطریں ہیں۔

اس نسخے سے متعلق ایک مفصل مضمون مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی نے "معارف" جنوری ۱۹۶۴ء میں لکھا ہے جس میں اس نسخے کا وضاحت سے تعارف کرایا ہے۔

۴۔ انیس الارواح: (فارسی تصوف ۱۲۹)

پیشِ نظر نسخہ ۴ مختلف رسائل پر مشتمل ہے۔ مجموعی صفحات ۴۶۴

۱۔ انیس الارواح: یہ حضرت خواجہ عثمان ہردی کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ اسے حضرت

خواجہ معین الدین چشتیؒ نے ترتیب دیا ہے۔ یہ گیارہویں صدی ہجری کا مکتوبہ ہے۔ کاتب کا نام غلام محمد حسین ہے جو اپنے کو غلام محی الدین لکھتے ہیں ۔

۲۔ دوسرا رسالہ دلیل العارفین ہے۔

یہ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ اسے خواجہ قطب الدین بختیارؒ اوسی نے ترتیب دیا ہے۔

۳۔ تیسرا رسالہ فوائد السالکین ہے۔

یہ خواجہ قطب الدین بختیارؒ کے ملفوظات پر مشتمل ہے ۔اسے خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ نے تصنیف کیا ہے ۔

۴۔ چوتھا رسالہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے احوال و ملفوظات پر مشتمل ہے۔

یہ چاروں نسخے ایک ہی سائز اور ایک ہی جلد میں ہیں۔ سطریں ۱۵ ، خط نستعلیق ، تقطیع خورد۔ اس رسالے کے آخر میں ۱۲۴۷ھ کی تاریخ درج ہے ۔

۵۔ تاریخ اورنگ نشینان ہند : (فارسی تاریخ ہند)

کتابت ۱۱۴۷ھ ، مصنف و کاتب کا نام تلاشِ بسیار کے باوجود نہ مل سکا۔ صفحات ۱۴۶، تقطیع متوسط ، خط شکست و نستعلیق۔ خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے دو کاتب تھے ، اسی وجہ سے سطریں بھی مختلف ہیں۔ نستعلیق والے صفحے میں ۱۲ اور خط شکست والے صفحے میں ۱۶ سطریں ہیں ۔

کتاب کے نام اور مندرجات سے عیاں ہوتا ہے کہ عہدِ وسطیٰ کے ہندوستانی بادشاہوں کی تاریخ ہے جس میں اس عہد کے مختلف وقائع و حوادث کے ذکر کے ساتھ ساتھ عہدِ وسطیٰ کے سلاطین کے سالِ حکومت، سالِ وفات اور اہم امور کا تفصیل سے ذکر کیا ہے ، جو بارہویں صدی ہجری سے پہلے رونما ہوئے ۔مثلاً اس میں بکرماجیت ، شہاب الدین ، معز الدین کیقباد ، سکندر، بہلول لودھی ، فیروز شاہ خلجی ، غیاث الدین بلبن اور اس کی خدا ترسی اور اس کے عہد میں دہلی میں بپا ہونے والے قحط عظیم کا ذکر کیا ہے، جو سیدی مولہ کے قتل کے بعد رونما ہوا اور جس میں غربا و مساکین نے بھوک کی تاب نہ لاکر دریائے جمنا میں کود کر خودکشی کر

لی تھی۔ شدتِ اشتہا اور فقدانِ غلہ سے کُتے اور بلّی بھی حلال کر لیے گئے تھے حتیٰ کہ تذکرہ نگار کے بقول،

"انسانوں کا گوشت بھی مباح کر لیا گیا تھا۔ کسی عابد و زاہد کے ہاں بھی حلال و حرام کی تمیز باقی نہ رہ گئی تھی!

یہ ۶۹۲ھ کا ذکر ہے مگر اکثر مؤرخین نے اسے ۶۹۰ھ کا واقعہ لکھا ہے۔

زیرِ بحث نسخہ اپنے موضوع، قدامت اور خط کے لحاظ سے بہت اہم اور نادر ہے بلکہ تاریخِ عہدِ وسطیٰ کی اہم دستاویز ہے۔ آخر کا حصہ ناقص و کرم خوردہ ہے۔ اس کی اشاعت کا علم نہیں ہو سکا۔

۶۔ تاریخ شمشیر خانی (فارسی تاریخ ہند)

۳۷۷

یہ اہم کتاب شمشیر خاں کی معروف تصنیف ہے۔ یہ شاہجہانی عہد میں ۱۰۶۳ھ میں تالیف ہوئی۔ اس کا مصنف توکّل بیگ ولد تولک بیگ ہے۔ وہ شاہزادہ دارا شکوہ کے معتمد علیہ لوگوں میں تھا۔ دارا شکوہ نے اس کو کابل کی صوبے داری کے زمانے میں "امین و وقائع نویس" کی حیثیت سے غزنی بھیجا تھا۔ کتاب شمشیر خانی اس نے اسی زمانے میں غزنی کے گورنر محمد حیات شمشیر خاں کی فرمائش پر لکھی تھی۔ یہ دراصل شاہنامہ فردوسی کا نثر میں خلاصہ ہے۔ اس کو "تاریخ دلکشائے شمشیر خاں" سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کے نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

کتب خانۂ دار المصنفین میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اس کے دیباچے میں اس کو "دلکشائے شمشیر خان" سے موسوم کرتے ہوئے لکھا ہے:

"این رسالہ در مختصر ہنگام ہزار و شصت و سہ ہجری۔ جلوس ہمایوں صاحب قرانِ ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی در وقتیکہ صوبہ دار الملک کابل شاہزادہ"۔۔۔ (ص۳)

پیشِ نظر نسخہ ایک ہندو کاتب "رگھو نندن" کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جس کو اس نے ۱۲۴۷ھ/۱۸۹۷ء میں قصبہ بھجول پرگنہ نظام آباد ضلع اعظم گڑھ کے ایک زمیندار سرنام سنگھ کے لیے لکھا تھا۔

کاغذ بادامی۔ تقطیع خورد۔

خط نستعلیق۔

سطر ۱۵۔

۷۔ تاریخِ فرشتہ : (فارسی تاریخ ہند)
۳۵۶

محمد قاسم ہندوشاہ کی یہ شہرہ آفاق تصنیف ہے (نیز ضیا بدایونی کا نام بھی درج ہے)، جسے اس نے بیجاپور میں سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد میں تصنیف کیا ہے۔ ۱۶۰۶ء میں شروع کر کے ۱۶۱۱ء میں اسے مکمل کیا۔ اس کا اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ انگریزی ترجمہ مسٹر برگس کے قلم کا مرہونِ منت ہے۔ اردو ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد سے ۱۹۲۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ فارسی نسخہ بھی نولکشور پریس لکھنؤ سے ۱۳۲۱ھ میں طبع ہوا۔

پیشِ نظر قلمی نسخہ تاریخِ فرشتہ کے چاروں اجزا پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ محمد حسین حیدرآبادی کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ دار المصنفین کو یہ نسخہ نخاس لکھنؤ سے حاصل ہوا۔ نسخہ نہایت عمدہ ہے۔ تقطیع متوسط، خط فارسی نستعلیق، کاغذ دبیز بادامی، ضخامت ۷۸۰، سطریں ۱۹۔ سن کتابت درج نہیں۔

۸۔ ترجمہ مہابھارت : (تاریخ فارسی)
۳۶۹

حصہ اول (ناقص فارسی)۔ یہ ہندو میتھالوجی کی مشہور کتاب مہابھارت کا فارسی ترجمہ ہے۔ سنسکرت سے فارسی میں منتقل شاہزادہ داراشکوہ نے کیا ہے جو سنسکرت کا بھی فاضل تھا۔ شروع کا ورق غائب، سن کتابت ۱۲۴۹ھ، کاتب کا نام درج نہیں۔ دوسری فہرستوں میں مہر علی درج ہے۔ صفحات ۶۰۰، نسخہ بہت صاف ستھرا ہے۔ خط فارسی نستعلیق، تقطیع متوسط، کاغذ دبیز بادامی، سطریں ۱۵، ص ۱۲۱ تا ۱۳۹ پر سنسکرت کا اصل متن سرخ روشنائی سے لکھا ہوا ہے۔

۹۔ خلاصۃ التواریخ : (فارسی تاریخ ہند)
۳۶۱

زیرِ بحث نسخہ سبحان رائے کھتری کی مشہور تصنیف ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل، تواریخ و سیر کی مشہور و مستند کتابوں کا ملخص ترجمہ ہے۔ مثلاً سنگھاسن بتیسی، پدماوت، تیمور نامہ، تاریخ بابری، تاریخ کشمیر۔

پیشِ نظر نسخہ ۱۱۱۸ھ کا مکتوبہ ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں۔ خط نستعلیق، نہایت جلی اور روشن ہے۔

یہ دو جلدوں میں ہے۔ نسخہ مجدول اور مطلا ہے۔ کاغذ دبیز بادامی، متوسط تقطیع، صفحات ۸۲۸، سطریں ۱۹
اس کی مختلف نقلیں خدا بخش لائبریری (پٹنہ) میں بھی ہیں (۴۰۸۰ و ۱۷۶۱) جو کتب خانہ دارالمصنفین
کے نسخے سے ۱۱۲ سال بعد کی نقلیں ہیں (۱۲۲۸ھ) جس میں ۱۸ سطریں اور ۳۰۸ اوراق ہیں۔
آخری مصرع ہے:

نویسنده را نیست فردا امید

۱۰۔ روضہ تاج محل : (تاریخ ہند۔ تذکرہ فارسی ۳۴۷)

اس کتاب میں ممتاز محل ملکۂ شاہجہاں کے مختصر حالات، تاج محل اور شاہانِ مغلیہ کے دور کی بعض دوسری عمارتوں مثلاً سکندرہ، موتی مسجد، اکبر آباد، فتحپور سیکری وغیرہ کی تعمیر کا حال اور اس کے مصارف بیان کیے گئے ہیں۔ یہ نسخہ بھی نہایت خوشخط اور مصور ہے۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں لیکن طرزِ کتابت اور اوراق کی بوسیدگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسخہ بہت قدیم ہے۔ کاغذ دبیز، خط فارسی اور جلی ہے۔ متوسط تقطیع کے ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی طباعت بھی ابھی تک نہیں ہو سکی ہے ۔اس لحاظ سے یہ بھی نادر نسخہ ہے۔

۱۱۔ سروِ آزاد : (فارسی تذکرہ/۳۲۶)

زیرِ نظر نسخہ دو دفتروں پر مشتمل ہے۔ دفتر اول بلگرام کے اصحابِ کمالات بزرگوں کے تذکرے پر مشتمل ہے، جو "مآثر الکرام" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ دفتر ثانی میں "سروِ آزاد" ہے۔ اس کے مصنف میر غلام علی آزاد بلگرامی ہیں۔ سال تصنیف ۱۱۶۶ھ ہے۔ بقول مصنف "صاحب طبعان فارسی وقافیہ سنجان ہندی" کا تذکرہ ہے۔

زیرِ نظر نسخہ ۱۲۹۲ھ کا مکتوبہ ہے، اس کے کاتب نواب امیر الملک والاجاہ بہادر کے ایک تلمیذ ہیں جو "گنج منوہر" کے نام سے معروف تھے۔ نسخے کے سرورق پر ایک مہر ہے جس میں کتب خانہ نواب میر علی خاں کندہ ہے۔ ہر صفحے میں ۱۸ سطریں ہیں۔ کاغذ دبیز لاجوردی ہے۔ خط نستعلیق اور بہت پاکیزہ ہے۔ چھوٹی تقطیع کے ۲۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ نواب علی حسن خاں کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے۔

۱۱۔ سرِّ اکبر : (فارسی تصوف)
۱۰۴

یہ نسخہ ہندو ویدانت کی مشہور کتاب 'اپنشد' کے پچاس ابواب کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس کا مترجم ہندو مذہب کا مشہور عالم و فاضل شاہزادہ دارا شکوہ ہے۔ کتاب کے شروع میں بسم اللہ کے بجائے گنیش جی کی تصویر ہے۔ یہ نسخہ ۱۰۶۸ھ یعنی دارا شکوہ کی زندگی کا مکتوبہ ہے۔ کیا عجب کہ اس نے خود اپنی نگرانی و اہتمام میں اسے لکھوایا ہو۔

خط فارسی نستعلیق، کاغذ دبیز بادامی، طلائی جدولوں سے آراستہ، صفحات ۲۸۳، سطریں ۱۷، یہ کتاب ڈاکٹر تاراچند اور سید محمود رضا جلالی نائینی کی سعی و اہتمام سے ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۶۱ء میں گرانقدر مقدمہ و حاشیہ کے ساتھ ایران سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۲۔ تزکِ جہانگیری : (تاریخ فارسی قلمی)
۳۵۴

محمد ہادی کا مرتب کردہ یہ قلمی نسخہ بہت قدیم ہے۔ اول کا صفحہ غائب، چند صفحات بوسیدہ و کرم خوردہ، تاہم مرمت کے بعد اچھی حالت میں ہے۔ تقطیع متوسط، خط نستعلیق، کاغذ عمدہ، صفحات ۵۱۲، سطریں ۱۴، ۱۷۔ یہ کتاب پاکستان سے طبع ہو چکی ہے۔ جہانگیر کے حالات و کارناموں پر مشتمل ہے۔ پیشِ نظر نسخہ عہدِ جہانگیری ہی میں ظہور میں آچکا تھا۔ کاتب کا نام درج نہیں۔

۱۳۔ تذکرہ مخزن الغرائب : (تذکرہ فارسی)
۲۴۳

پیشِ نظر نسخہ احمد علی ہاشمی سندیلوی کا مشہور تذکرہ ہے جو گزشتہ صدی کی ابتدا کے فارسی کے مشہور عالم گزرے ہیں۔ نواب ذوالفقار اللہ نجف خاں کے ملازم تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تذکرہ مصنف نے نجف خاں کی زندگی ہی میں مرتب کیا تھا مگر خود مصنف کا قول ہے کہ نجف خاں کی وفات کے بعد یہ حالات فراہم کیے۔ نجف خاں کا انتقال ۱۱۹۶ھ میں ہوا اور یہ تذکرہ ۱۲۱۸ھ میں لکھا گیا اور ۱۲۲۰ھ میں اس کی کتابت ہوئی۔ یعنی زمانۂ تصنیف کے دو سال بعد۔ گویا یہ خودِ مصنف کی زندگی کا نسخہ ہے۔ اس میں ۳۱۴۸ شعرا کے مفصل حالات مع نمونۂ کلام درج ہیں۔ اس کی نقلیں مختلف کتب خانوں میں پائی جاتی ہیں

مگر دار المصنفین کا نسخہ معلومہ تمام نسخوں میں سب سے قدیم ہے۔ بوڈلین آکسفورڈ یونیورسٹی کا نسخہ دوسرے درجے پر ہے۔ اس کی کتابت ۱۱ صفر ۱۲۲۴ھ میں ہوئی۔ گویا دار المصنفین کے نسخے کے ۴ سال بعد لکھا گیا ہے[۵]۔

یہ نسخہ قلمی تختی کے ۱۰۸۱ (ایک ہزار ایک سو اکیاسی) صفحات پر مشتمل ہے۔ خط نستعلیق، کاتب عزیز الدین دار الیو ہیں۔ اس میں حروفِ تہجّی کے اعتبار سے عجم و ہند کے ہر پایہ کے شعرا کے اسمائی طویل فہرست بھی شروع میں درج ہے۔ گویا فارسی گو شعرا کے ناموں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اور ہندوستان کی تالیف کردہ "مجمع الفصحا" ہے۔ تذکرے کی زبان فارسی ہے۔ قدیم شعرا کے سوانح میں ہر قسم کی رطب و یابس باتیں مذکور ہیں[۶]۔ اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے کسی خاندان سے منتقل ہو کر آیا ہے۔ مولانا شبلی مرحوم کا خرید کردہ ہے اور نادر نسخہ ہے۔

یہ نسخہ بھی اہلِ علم کی قدر دانی سے لاہور سے دو جلدوں میں علی الترتیب ۱۹۶۸ء و ۱۹۷۰ء میں شائع ہو گیا ہے اور دار المصنفین کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۱۵۔ بدائع الانشا: (فارسی انشا) ۴۸۲

مصنف یوسف بن ہروی۔ مغلیہ دور میں انشا کو علوم کی اہم شاخ سمجھا جاتا تھا۔ مغلوں کا نظامِ حکومت اور امورِ سلطنت باقاعدہ دفترِ انشا میں مرتکز تھا۔ سلاطین و امرا کے خطوط کے مجموعے بطور درسی کتابوں کے نصاب میں شامل تھے۔ ہندوستان کی قدیم ترین انشا کی کتابوں میں (اعجازِ خسروی ۷۱۹ھ، مناظر الانشا خواجہ محمود گاوان ۸۸۶ھ، ریاض الانشا ۸۸۶ھ) جن رسائل کو خاص شہرت حاصل ہے انہی میں "بدائع الانشا" (۹۴۰ھ) بھی ہے۔

"بدائع الانشا" کا مصنف حکیم یوسف بن محمد متخلص بہ یوسفی ہرات کا باشندہ تھا اور شہنشاہ بابر کا طبیبِ خاص تھا۔ عہدِ ہمایوں اس کے لیے ہمایوں ثابت ہوا۔ طبابت کے علاوہ دبیری کی خدمت بھی اسے تفویض ہوئی۔ فارسی و عربی علم و ادب میں اسے مکمل عبور حاصل تھا۔ چنانچہ انشا و طب پر اس کی کئی تصانیف ہیں۔

پیشِ نظر نسخہ عہدِ ہمایوں کا مکتوبہ ہے۔ خط منشیانہ بلکہ اپنی طرز کا انوکھا ہے۔ بین السطور مشکل لغات

حل کیے ہیں ۔ یہ فنِ انشا پر مبسوط کتاب ہے جس میں مکتوب الیہ کے رتبہ و پیشہ اور عمر کے مطابق مناسب القاب و آداب کا بیان ہے ۔ مثلاً طبقۂ اعلیٰ کے سلاطین ، اسی طرح طبقۂ اوسط کے سلاطین کے لیے الگ القاب استعمال کیے ہیں ۔ دراصل اسے مصنف نے اپنے نورِ نظر رفیع الدین اور دوسرے طلبہ کے استفادے کے لیے تصنیف کیا تھا ۔ یہ کتاب لاہور ، دہلی اور لکھنؤ میں شائع ہو چکی ہے ۔

اس کے قلمی نسخے ہندوستان اور یورپ کے مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں ۔ مثلاً انڈیا آفس ، کیمبرج یونیورسٹی لائبریری ، بوڈلین ، برلن لائبریری ، برٹش میوزیم ، ایشیاٹک بنگال سوسائٹی کلکتہ ؛ مگر دار المصنفین کا نسخہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ عہدِ ہمایوں کا مکتوبہ ہے ۔ سطریں ۸ ، ناقص الآخر ۔ پہلے صفحے پر مہرِ غلام محمد کی مہر ثبت ہے جس میں ۱۱۹۶ھ کی تاریخ درج ہے ۔ سالِ تصنیف ۹۴۰ھ ہے ۔ مقدمے میں یوسفی نے انشا کی دو قسمیں بنائی ہیں :

۱ ۔ توقیعات و شاہی فرامین و احکامِ سلاطین

۲ ۔ محاورات ، مکاتبات ، مرافعات ۔

پھر ہر ایک کی تعریفیں ہیں ، نیز مرافعات ، مراسلات ، وقائع ، خطابی ، جوابی تعزیت نامہ ، تہنیت نامہ اور مکتوبات کی قسمیں لکھی ہیں ۔ اس طرح "بدائع الانشا" حکیم یوسفی کا شاہکار ہے ۔ کاتب کا نام معلوم نہ ہو سکا ۔

۱۶ ۔ احکامِ عالمگیری : (فارسی نثر / ۲۷۳ - ۲۷۲)

دو جلدوں میں عنایت اللہ خاں کی تصنیف ہے ، جو عالمگیر بادشاہ کے عہد میں شاہزادگان ، امرا و حکام کے احکام لکھنے پر مامور تھے ۔ کاتب محمد اسلم خاں ، سن کتابت درج نہیں ۔ پیشِ نظر نسخہ نواب رام پور کے نسخے سے نقل کیا گیا ہے اور بعد میں خدا بخش لائبریری کے نسخے سے ملایا گیا ہے ، کیونکہ جگہ جگہ جہاں الفاظ مختلف ہیں وہاں اوپر دو نقطہ لکھ کر K - B لکھا ہوا ہے ۔

یہ فارسی ادب و انشا کی کتاب ہے جس کا تعلق تاریخِ ہند ہی سے ہے ۔

مجموعی صفحات ۵۷۹ ۔

تقطیع خورد ، سطریں ۱۰ و ۱۳ ۔

۱۷۔ رقعاتِ عالمگیر : (فارسی نثر)

فارسی زبان وادب میں رقعاتِ عالمگیر کی اہمیت سے کون شخص ناواقف ہوگا جو شائع شدہ ہے۔ پیشِ نظر نسخہ اپنی قدامت اور خطِ شکست کا بہترین نمونہ ہے۔ ناقص الطرفین، صفحات ۱۱۲، تقطیع خورد، کرم خوردہ، سطریں ۱۲۔ کاتب کا نام درج نہیں۔

۱۸۔ دستور العمل آگہی : (فارسی نثر)

یہ نسخہ ۱۱۵۶ھ کا مرتبہ ہے، جو رقعات امان اللہ حسینی کے نام سے مشہور رہے۔ سن کتابت ۱۲۴۰ھ مجدول، سطریں ۱۲۔

اسی نسخے میں ملا ہوا نسخۂ ثانیہ "بدائع العجائب" مصنفہ امیر خسرو ہے، جس کی تصنیف ۱۱۸۴ھ میں ہوئی اور یہ مکتوبہ ۱۲۴۱ھ کا ہے۔ "بدائع العجائب"، "قطعاتِ غرائب" اور "لغاتِ عجائب" کی شرح پر مشتمل ہے، جس کا متن امیر خسرو کا ہے اور شرح امان اللہ سنبھلی حسینی نے کی ہے۔ یہ بھی نادر مخطوطہ ہے۔ دونوں نسخوں کے کاتب مغل خاں بن فتح خاں ہیں۔ دونوں نسخے خوشخط، روشن، نستعلیق، کرم خوردہ ہیں۔ تقطیع خورد، مرسل الیہ کا نام سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ نسخہ قابلِ دید ہے۔

۱۹۔ مرأۃ الاسرار : (تذکرہ صوفیا و ملوک)

تصنیف شیخ عبدالرحمٰن چشتی (متوفی ۱۱۱۲ھ)، تاریخ تصنیف ۱۰۴۵ھ، مطابق ۴۶ جلوس، بہ زمانۂ سلطنت بادشاہ اورنگ زیب۔

پیشِ نظر نسخہ ۳۲۸ سال پرانا ایک جامع تذکرہ ہے، جس میں صوفیائے کرام کے مشہور سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قلندریہ کے مشہور بزرگوں، ان کے خلفا اور مخصوص مریدوں کے حالات سلسلہ وار لکھے گئے ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ ایران، افغانستان، ماوراءالنہر کے مشائخ و اولیاء اللہ کا بھی ذکر ہے۔ خصوصی توجہ ہندوستان کے مشائخ پر کی گئی ہے۔ جگہ جگہ ہندوستانی بادشاہوں اور ان کے خاندانی حالات کی تفصیل ضمیمے کے طور پر آگئی ہے۔ پوری کتاب میں اس طرح پانچ ضمیمے ہیں۔ پانچواں ضمیمہ

شاہجہاں کی سوانحعمری پر ہے۔ یہ تذکرہ فارسی زبان میں ہے اور ابھی تک میری معلومات میں غیر مطبوعہ ہے۔ اکثر کتب خانوں میں اس کی نقلیں قلمی شکل میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے مصنف مولانا شاہ عبدالرحمٰن چشتی امیٹھوی اودھ کے چشتی مشرب کے مشہور مصنف سمجھے جاتے ہیں۔ "مراۃ الاسرار" کے علاوہ "مراۃ الولایت"، "مراۃ مسعودی"، "مراۃ مداری"، "مراۃ الجمال" ان کی دوسری تصنیفات ہیں مگر ان سب میں سب سے زیادہ شہرت "مراۃ الاسرار" کو حاصل ہوئی۔

پیشِ نظر نسخہ دارالمصنفین کے مخطوطات میں قابلِ ذکر اور نادر نسخہ ہے جو دو جلدوں میں ۱۴۰۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف نے ۱۰۴۵ھ میں اس کی تصنیف کا آغاز کیا۔ کہتے ہیں:

"در سنہ یک ہزار چہل و پنج بحکم باطن حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ زمانۂ سلطنت بادشاہ شاہجہاں خلد اللہ ملکہ' ابن نورالدین جہانگیر، میں نے اس کا نام "مراۃ الاسرار" رکھا ہے۔[۶]"

یہ نسخہ کامل ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں۔ خط نستعلیق، مرمت شدہ، کرم خوردہ، مرمت کے بعد اچھی حالت میں ہے۔

ابتدا: الحمد للّٰہ رب المشرق والمغرب فاینما تولوا فثمّ وجہ اللّٰہ

اختتام: ہر کس کہ بخواند یا بیابند این شکستہ حال را بفاتحہ یاد کند

۲۰۔ عمادالسعادت تاریخ اودھ : (فارسی تاریخ ہند ۳۵۸ و ۳۵۹)

مصنفہ غلام علی خاں رضا ساکن بریلی۔ دو صحیح جلدیں، مجموعی صفحات ۱۱۰۴، مکتوبہ ۱۲۴۱ھ/ ۱۲۴۶ھ علی الترتیب، خط نستعلیق، کاغذ دبیز، مرمت شدہ۔ ناظم الملک بہادر جنگ نواب سعادت علی خاں، وزیر الملک یمین الدولہ، شجاع الدولہ ناظم بنگالہ سراج الدولہ وغیرہ، نوابانِ اودھ کے تاریخی حالات درج ہیں۔ اس میں امرا کی طرزِ زندگی اور ان کے عروج و زوال کی عبرت انگیز تصویریں پیش کی ہیں۔

پیشِ نظر نسخہ نجم الغنی خاں کی "تاریخِ اودھ" سے مختلف معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال یہ تاریخ بھی بجائے اودھ کے پورے ہندوستان کی تاریخ ہے۔ اس نسخہ کی اشاعت کا علم نہیں، البتہ نجم الغنی خاں کی "عماد السعادت" کی تلخیص تو چھپ چکی ہے۔

۲۱۔ اسرار الابرار : (تذکرہ مشاہیر صوفیا و امرا/۳۲۶)

مصنفہ بابا داؤد مشکاتی کشمیری، متوفی ۱۰۹۷ھ، صفحات ۵۴۰۔

پیشِ نظر نسخہ بھی بہت قدیم ہے جس پہ ۴ مہریں ثبت ہیں۔ ایک خلیل، دو ضیاء الدین کے نام کی اور ایک محو شدہ ہے۔ ضیاء الدین والی مہر پہ ۱۱۹۵ھ کی تاریخ کندہ ہے۔ بابا داؤد کشمیری حدیث و تفسیر و فقہ کے مشہور علمائے کشمیر میں سے ہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب ولی الدین تبریزی کی "مشکوٰۃ المصابیح" کے حافظ تھے، اسی لیے انہیں مشکاتی کہا جاتا ہے۔

پیشِ نظر نسخہ میں صوفیا و اکابر اور مقدمہ میں سلاطینِ کشمیر کے حالات درج ہیں۔ اس میں جن مشاہیر کا ذکر کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی کی ایک طویل فہرست شروع میں درج ہے۔ خط نستعلیق، مکتوبہ ۱۱۵۸ھ، کاتب کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ کرم خوردہ، مرمت کے بعد روشنائی پھیل گئی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ نسخہ شائع ہوا ہے یا نہیں۔ بہر حال قابلِ ذکر مخطوطہ ہے۔

۲۲۔ مثنوی فتوح الحرمین : (فارسی دیوان/۲۹۷)

مصنفہ مولانا عبد الرحمٰن جامی۔ اس مثنوی کا ایک نہایت خوشخط، خوشنما اور نادر، مصور و مذہب نسخہ دار المصنفین میں ہے، جو قلمی کتابوں میں خطاطی کی شان لیے ہوئے ہے۔ جدول، طلائی، لاجوردی۔ بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ محی لاری اس کے مصنف ہیں جن کا ذکر "کشف الظنون" و "ریاض الشعرا" وغیرہ میں ہے، جو سلطان یعقوب کے عہد میں تھے اور سلطان مظفر بن محمود شاہ کے نام پر مثنوی "فتوح الحرمین" لکھ کر ایک لاکھ سکہ سکندری انعام پایا تھا۔

لیکن پیشِ نظر مثنوی کے مصنف مولانا جامی ہیں۔ غالباً اسی نسخہ کو مطبع نولکشور والوں نے جامی کی جگہ محی بنا دیا ہے جس کو بعد میں مطبع مجتبائی دہلی نے تصحیح کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مثنوی بھی حج ہی کے بیان میں ہے اور اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس کے سرورق پر مغلیہ دور کی پانچ مہریں ثبت ہیں۔ جس میں شاہجہان اور اعتماد الدولہ کی مہریں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ عبد الحق بن قاسم شیرازی کی بھی مہر ہے جو تاج محل اور مقبرہ اکبر واقع سکندرہ، آگرہ کا کتابہ نویس اور شاہجہاں کا کتابدار تھا، جسے شاہجہاں نے

"امانت خاں" کا لقب دیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ بہت اہم خوشخط نسخہ ہے ۔اگرچہ اس کے نسخے اور بھی کتب خانوں میں ہیں اور خدا بخش لائبریری میں بھی موجود ہیں۔ مکتوبہ ۱۱۹۱ھ ہے۔

۲۳۔ آدابِ عالمگیری

یہ بھی کتب خانہ دارالمصنفین کے نادر نسخوں میں ہے۔

۲۴۔ فرمانِ جہانگیر

اس کا دوسرا نام گلدستہ ہے۔ یہ نسخہ سالار جنگ لائبریری سے نقل شدہ ہے جس میں سے پہلا فرمان جہانگیر بنام شاہجہاں ہے۔ اس کے بعد نامۂ شاہجہاں درجوابِ جہانگیر ہے۔

فارسی تاریخ و تذکرہ و کتب کے ان ذخائر سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ فارسی کو مغل درباروں میں کیا اہمیت و وقعت حاصل تھی اور کس قدر اس کی طرف اعتنا تھا۔

تاریخ عہدِ وسطیٰ سے متعلق یہ تھا ایک سرسری جائزہ جس میں ہمارا مذہبی، علمی، تاریخی، تمدنی عظیم سرمایہ بکھرا ہوا ہے۔ اب اس کے پڑھنے اور سمجھنے والے کمیاب ہوتے جارہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اسکی جانب خصوصی اعتنا برتی جائے اور جو قیمتی مواد اب تک طبع نہیں ہو سکا اسے منظرِ عام پر لایا جائے۔

حواشی

۱۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ محل میں شمع سے وہ جل گئی تو بادشاہ نے تین دن تک پانچ ہزار اشرفیاں اور پانچ ہزار روپے محتاجوں کو صدقہ کیے اور قیدیوں کے ذمہ واجب الاداسات لاکھ روپیہ بخش دیا : مآثر الامرا : ج ۱، ص ۴۸۵۔۴۸۶

۲۔ معارف : جنوری ۱۹۶۴ء۔ ج ۳، ص ۶۔ فہرست کتب خانہ برٹش میوزیم، ج ۳، ص ۹۸۰

۳۔ سیدی مولہ، خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر کے مرید تھے۔ انہی سے اجازت لے کر دہلی غیاث الدین بلبن سے ملنے آئے تھے۔ خلقِ عظیم ان کے دستر خوان پہ کھانا کھاتی۔ حکومت میں مداخلت کے جرم میں ہاتھی سے روند کر مار ڈالا گیا۔ اس کے بعد سیاہ آندھی آئی اور قحطِ عظیم رونما ہوا۔ اسے مؤرخ برنی اور فرشتہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں بیان کیا ہے۔

۴۔ معارف : جنوری ۱۹۴۷ء۔ جلد ۵۹۔ مولانا ریاست علی ندوی

۵۔ معارف : جون ۱۹۲۴ء۔ جلد ۱۳۔ مقالہ از مولوی محفوظ الحق ایم اے۔ ص ۴۴۷

۶۔ معارف : مارچ ۱۹۲۴ء۔ جلد ۱۳۔ مقالہ از مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی "مخزن الغرائب"

۷۔ معارف : جولائی ۱۹۴۸ء۔ جلد ۶۲۔ مقالہ از جناب شیخ فرید احمد برہانپور

۸۔ "بدائع العجائب" پر مضمون ملاحظہ ہو، معارف : اگست ۱۹۴۸ء۔ جلد ۶۱، از جناب ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

۹۔ "مرأة الاسرار" کا ایک تفصیلی جائزہ، ملاحظہ ہو معارف : جولائی ۱۹۸۲ء اور مئی ۱۹۸۴ء از قلم جناب معین احمد صاحب کاکوروی۔ یاد رہے کہ موصوف نے کتب خانہ الوریہ تکیہ کاظمیہ کے نسخہ کا تعارف کرایا ہے جس کی سطریں ۱۳ اور صفحات ۲۴۸۸ ہیں۔

○